27572
۶/۱۰

کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ہمیں ایک صاحب خیر نے بچیوں کے مدرسہ کیلئے اپنی گھر میں ایک جگہ دی ہوئی تھی لیکن چونکہ اب انکے گھر میں کچھ مسائل کی وجہ سے اس نے معذرت کرلی اور ہمارے پاس بالغ اور نابالغ ملاکر کل 150 بچیاں زیر تعلیم ہیں کوئی اور قریب میں مکان بھی نہیں مل رہا ہے اور نہ ہی قریب میں کوئی درسگاہ ہے اہل محلہ کی خواہش ہے کہ ان بچیوں کی تعلیم مسجد کی تیسری چھت پر جاری رکھی جائے اور راستہ باہر سے نکالا جائے جہاں کسی مرد کا گزر بھی نہیں ہوگا تو کیا ہم مسجد کی تیسری چھت پر دوپہر کے وقت کچھ گھنٹوں کیلئے عارضی طور پر بچیوں کی تعلیم جاری رکھ سکتے ہیں؟

برائے کرم قرآن و سنت کی روشنی میں ہماری رہنمائی فرمائیں۔

دار الافتاء
فتویٰ نمبر ۵۳/۲۱۵۴
مورخہ

المستفتی: محمد عمران
0331-2790147
پتہ: ابراہیم حیدری مسجد اقصیٰ

(جواب منسلک ہے)

ا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الجواب حامداً ومصلیًا

صورتِ مذکورہ میں مسجد کی تیسری چھت کو مستقل طور پر مدرسہ میں تبدیل کرنا جائز نہیں، کیونکہ جب کوئی جگہ شرعی لحاظ سے مسجد کے لیے وقف ہو جاتی ہے تو وہ جگہ زمین سے لیکر آسمان تک مسجد بن جاتی ہے۔ لہٰذا یہ تیسری چھت بھی مسجد کے حکم میں ہے اور اس پر مسجد کے احکام لاگو ہونگے، اور بالغ خواتین کو مسجد میں تعلیم دینے میں کچھ مفاسد ہیں مثلاً یہ کہ اُن کا اپنے مخصوص ایام میں مسجد میں آنا جائز نہیں، لہٰذا بالغ خواتین یا قریب البلوغ بچیوں کو مسجد میں تعلیم دینے سے اجتناب کریں، اور اُن کے لئے کسی علیحدہ مقام پر مدرسہ کا انتظام کیا جائے۔

البتہ بوقت ضرورت عارضی طور مسجد میں صرف نابالغ بچیوں کو تعلیم دینے کی گنجائش ہے، بشرطیکہ مسجد کا تقدس اور احترام برقرار رکھا جائے، ورنہ کسی دوسری جگہ جو مسجد سے الگ ہو مدرسۃُ البنات کا انتظام کرنا چاہئے، کیونکہ مسجد میں اجرت لیکر تعلیم دینا اصلاً ناجائز ہے۔ (کذا فی التبویب: ۱۳۶۶/۴۴)

الدر المختار وحاشية ابن عابدين (رد المحتار) (١/ ٦٥٦)

(و) كره تحريما .(الوطء فوقه، والبول والتغوط) لأنه مسـجد إلى عنان السماء (قوله الوطء فوقه) أي الجماع خزائن؛ أما الوطء فوقه بالقدم فغير مكروه إلا في الكعبة لغير عذر، لقولهم بكراهة الصـلاة فوقها. ثم رأيت القهستاني نقل عن المفيد كراهة الصعود على سطح المسجد اهـ ويلزمه كراهة الصلاة أيضا فوقه فليتأمل (قوله لأنه مسجد) علة لكراهة ما ذكر فوقه. قال الزيلعي: ولهذا يصح اقتداء من على سطح المسجد بمن فيه إذا لم يتقدم على الإمام.ولا يبطل الاعتكاف بالصـعود إليه ولا يحل للجنب والحائض والنفساء الوقوف عليه؛

فتح القدير للكمال ابن الهمام (١/ ٤٢٢)

والذي يكتب إذا كان بأجر يكره وبغير أجر لا يكره، هذا إذا كتب العلم والقرآن لأنه في عبادة، أما هؤلاء المكتبون الذين تجتمع عندهم الصـبيان واللغط فلا لو لم يكن لغط لأنهم في صـناعة لا عبادة، إذ هم يقصـدون الإجادة ليس هو لله بل للارتزاق، ومعلم الصـبيان القرآن كالكاتب إن كان لأجر لا وحسبة لا بأس به. ومنهم من فضـل هذا إن كان لضـرورة الحر وغيره لا يكره وإلا فيكره، وسـكت عن كونه بأجر أو غيره، وينبغي

حمله على ما إذا كان حسـبة، فأما إن كان بأجر فلا شـك في الكراهة، وعلى هذا فإذا كان حسـبة ولا ضـرورة يكره لأن نفس التعليم ومراجعة الأطفال لا تخلو عما يكره في المسجد، والجلوس في المسجد بغير صلاة جائز لا للمصيبة،--------------------**والله سبحانه وتعالى اعلم**

الجواب صحیح

مفتی جامعہ دارالعلوم کراچی

٦/رجب المرجب/١٤٤١ھ

٢/مارچ/2020ء

زاہد اللہ

زاہد اللہ غفرلہ ولوالدیہ

دارالافتاء جامعہ دارالعلوم کراچی

٥/ رجب المرجب/١٤٤١ھ

١/مارچ/2020ء

الجواب صحیح

الجواب صحیح